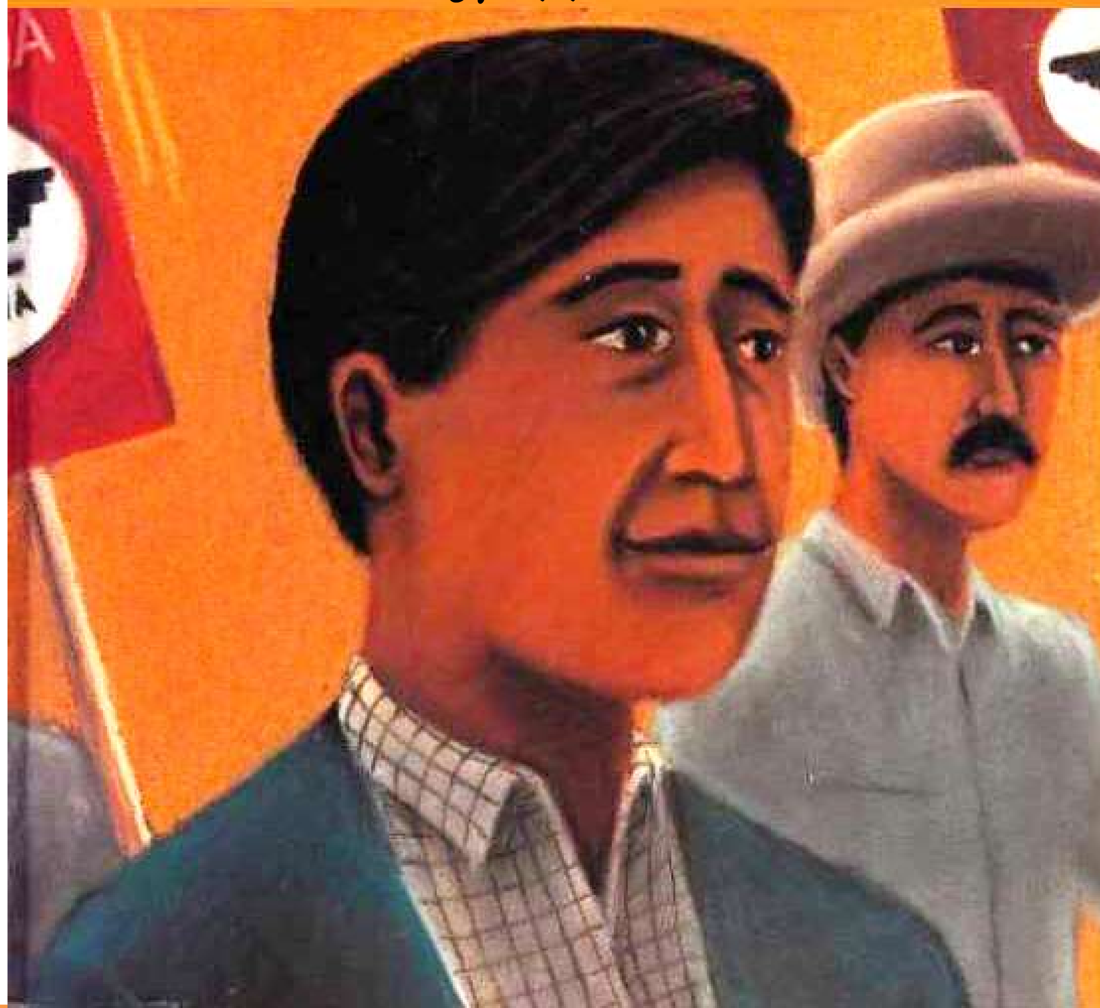
سیزر شاویز

تحریر : جنجر واڈس ورتھ
تصویر : مارک شروڈر
ترجمہ : ابوابو زوہان



سیزر شاویز

تحریر : جنجر واڈس ورتھ
تصویر : مارک شروڈر
ترجمہ : ابوابو زوہان



ایریزونا

1933

جب سیزاریو شاویز چھ سال کا تھا،

تو اس کے لیے اسکول شروع کرنے کا وقت تھا۔

سیزاریو اپنی بڑی بہن، ریٹا کے ساتھ اسکول جانے

کے لیے دھول بھری سڑک پر پیدل چل پڑا۔

وہ ڈرا ہوا تھا۔

اس لیے اس نے ریٹا کا ہاتھ پکڑ لیا۔

سیزاریو کے پاؤں میں درد ہو رہا تھا۔

اسے جوتے پہننے کی عادت نہیں تھی۔

سیزاریو کے استاد نے اس کا نام چھوٹا کر کے "سیزر" رکھ دیا۔

استاد نے کہا کہ سیزر نام کم میکسیکن لگتا ہے۔

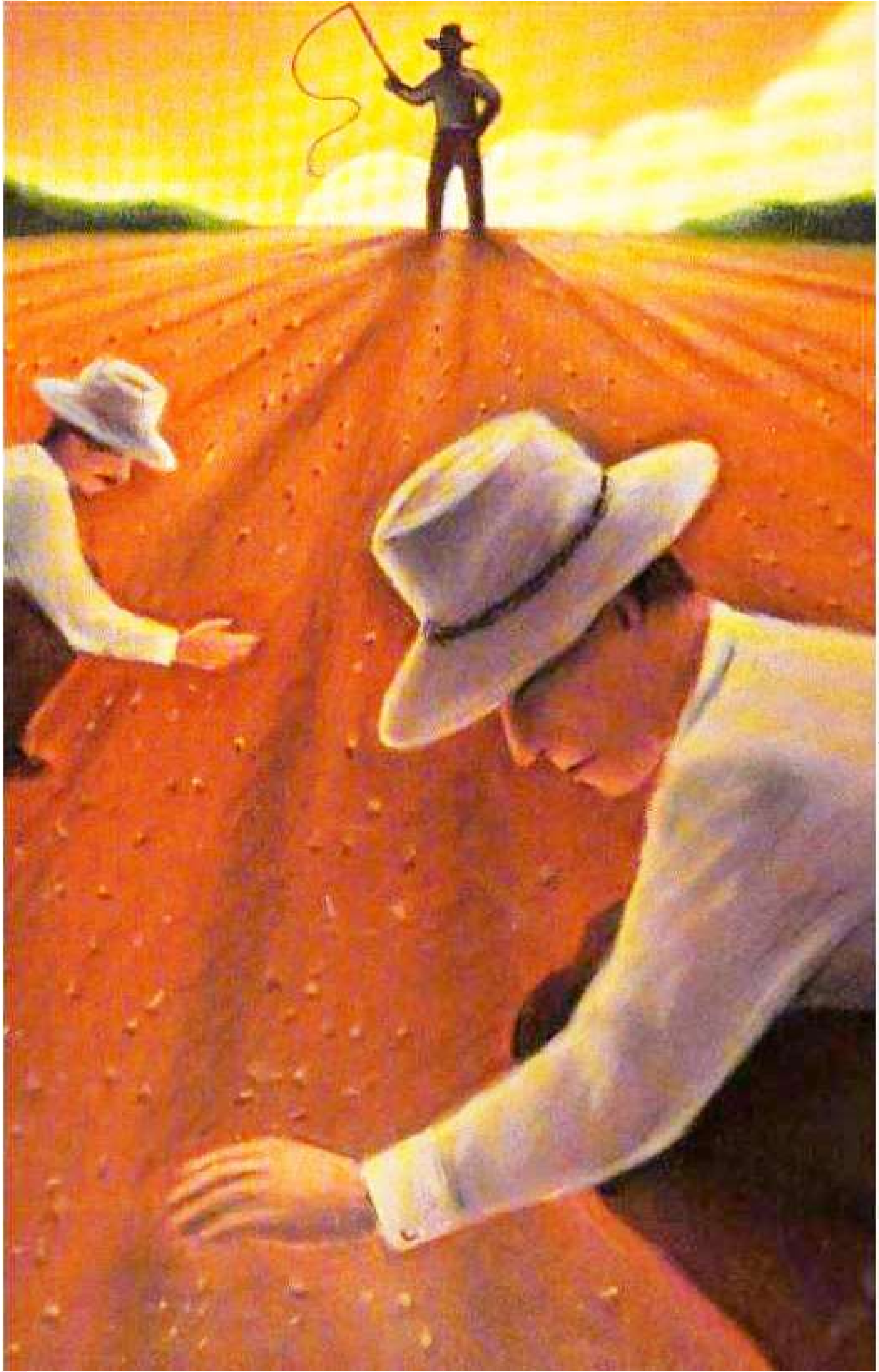
استاد نے بچوں کو انگریزی بولنے کا کہا۔

انگریزی بولنا مشکل تھا۔ ہر کوئی گھر پر ہسپانوی (اسپینش) بولتا تھا۔

کئی بار، سیزر انگریزی بولنا بھول جاتا تھا۔

پھر استاد رولر سے اس کی انگلیوں پر مارتا تھا۔





سیزر کے دادا دادی کا تعلق میکسیکو سے تھا۔

وہ بہتر زندگی کی تلاش میں وہاں سے ہجرت کر کے ایریزونا منتقل ہو گئے تھے۔

سیزر کے والد، لبراڈو، کی ملاقات جوانا سے ایریزونا میں ہوئی، جو خود بھی میکسیکو میں پیدا ہوئی تھیں۔

ان کا خاندان ایریزونا میں کھیتی باڑی کر کے اپنی زندگی بسر کرنے لگا۔

یہ وہ دور تھا جب خاندان محنت مزدوری کر کے اپنے قدم جما رہا تھا۔

سیزر ایریزونا کے علاقے یوما کے قریب پیدا ہوا تھا۔
رچرڈ اور لینی سیزر کے چھوٹے بھائی تھے۔
وکی سب سے چھوٹی بچی تھی۔
وہ مٹی اور گارے کی موٹی اینٹوں سے بنے ایک گھر میں رہتے تھے۔
وہ گھر گرمیوں میں ٹھنڈا اور سردیوں میں گرم رہتا تھا۔

رات کو، سیزر اپنے والد کو ٹین کے ڈبوں اور لکڑی کے چھوٹے ٹکڑوں سے کھلونے والی گاڑیاں بناتے ہوئے دیکھتا تھا۔
سیزر اور اس کے بھائی فرش پر اپنی گاڑیوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ سونے کے وقت، ان کی دادی بچوں کی دعائیں سنتی تھیں۔



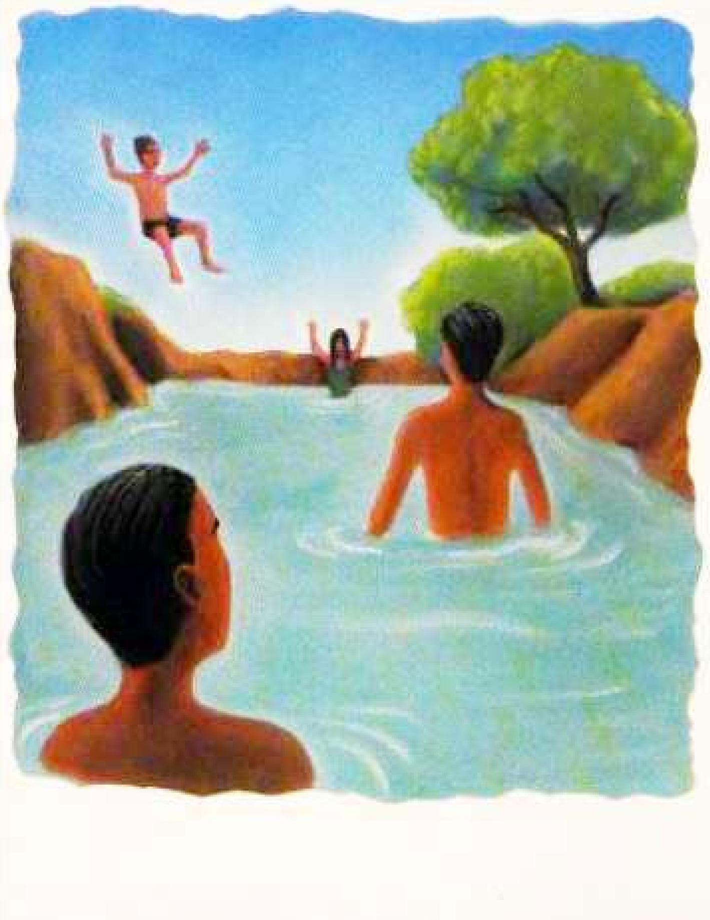


شاویز خاندان کا ہر فرد اپنے فارم (کھیت) پر کام کرتا تھا۔
سیزر کے والد مٹی میں بیج بوتے تھے۔
وہ گوڈی کر کے جڑی بوٹیاں صاف کرتے تھے۔
انہوں نے دریا سے کھیت تک پانی لانے کے
لیے نالیاں کھودیں۔
پانی کے بغیر، فصلیں اگ نہیں سکتی تھیں۔



سیزر اور رچرڈ گھوڑوں، گایوں اور مرغیوں کو چارہ (کھانا)
دیتے تھے۔ وہ انڈے جمع کرتے تھے۔
ریٹا ہاتھ سے کپڑے دھوتی تھی۔
جوانا پسے ہوئے مکئی سے ٹارٹیا (روٹیاں) بناتی تھی۔
ان کا خاندان غریب تھا۔
لیکن جوانا پھر بھی بے گھر لوگوں کو اپنے ساتھ کھانا
کھانے کی دعوت دیتی تھی۔
ان کا ماننا تھا کہ کوئی بھی بھوکا نہیں رہنا چاہیے۔

سیزر کی خالائیں، چچا اور کزن قریب ہی رہتے تھے۔
بعض اوقات وہ تہواروں کے لیے فارم پر جمع ہوتے تھے۔
سب مل کر بہت اچھا کھانا کھاتے تھے۔
سیزر اور اس کے کزن باہر کھیلتے، گھوڑوں کی سواری کرتے اور درختوں پر چڑھتے تھے۔
یہ ایک خوشگوار زندگی تھی۔





مشکل وقت
1930 کی دہائی

1930 کی دہائی میں، لاکھوں لوگ اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔
بینک بند ہو گئے۔ اسی طرح بہت سے اسٹورز بھی بند ہو گئے۔
بہت سے لوگوں کے پاس کھانا خریدنے کے لیے کافی پیسے نہیں تھے۔
انہیں اپنے گھر اور فارم (کھیت) بیچنے پڑے۔
یہ عظیم کساد بازاری (دی گریٹ ڈپریشن) کا دور تھا۔

شاویز خاندان کے پاس اب بھی وافر مقدار میں دودھ، انڈے اور سبزیاں موجود تھیں۔

ان کے پاس بیچنے کے لیے بھی کافی تھا اور کھانے کے لیے بھی۔ پھر وہاں قحط (خشک سالی) پڑ گیا۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے نالیاں سوکھ گئیں۔

پانی کے بغیر، خاندان فصلیں نہیں اگا سکتا تھا۔

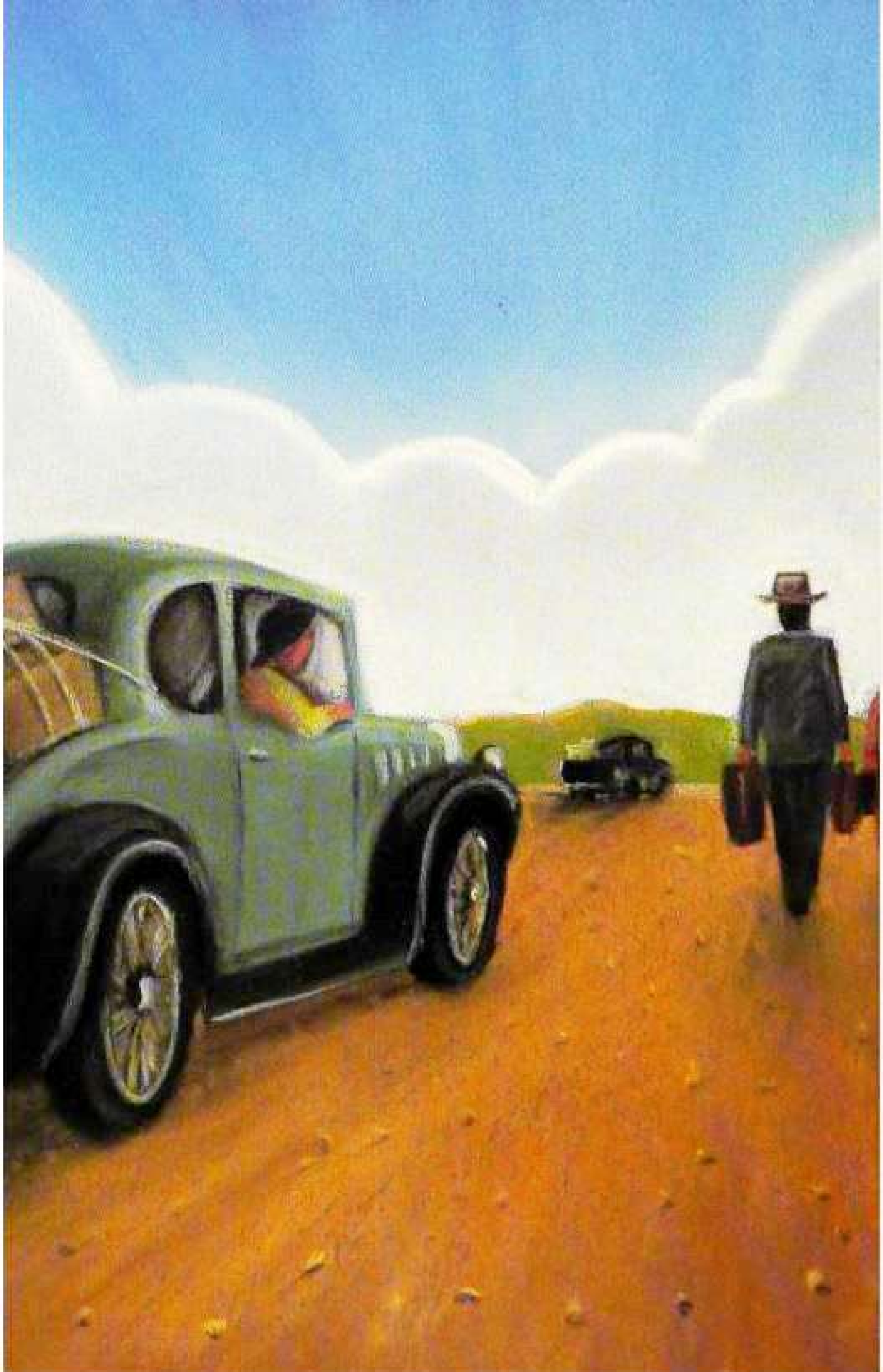
مرغیوں کے کھانے کے لیے کافی مکئی نہیں تھی۔

اس لیے مرغیوں نے انڈے دینا بند کر دیے۔

گایوں کے کھانے کے لیے کافی گھاس نہیں تھی۔

اس لیے گایوں نے دودھ دینا بند کر دیا۔





1938 میں، سیزر کے خاندان کو اپنی زمین بیچنی پڑی۔
وہ کام کی تلاش میں گاڑی چلا کر کیلیفورنیا چلے گئے۔
سیزر 11 سال کا تھا۔
کیلیفورنیا میں بہت سے بڑے فارم (کھیت) تھے۔
کاشتکاروں کو فصلیں اگانے، جڑی بوٹیاں صاف کرنے اور کاٹنے کے لیے لوگوں کی ضرورت تھی۔
لوگ کام کے لیے ایک فارم سے دوسرے فارم کا سفر کرتے تھے۔
انھیں تارکین وطن مزدور (مائیگرنٹ ورکرز) کہا جاتا تھا۔
بہار کے موسم میں، شاویز خاندان نے بیج بوئے۔
کھیتوں میں سردی تھی۔
عام طور پر، سیزر ننگے پاؤں ہوتا تھا۔
جوتوں کی قیمت بہت زیادہ تھی۔

بچے درختوں سے مالٹے اور لیموں توڑتے تھے۔

انہوں نے مٹر، پھلیاں اور کپاس چنی۔

مزدوروں نے ڈبوں کو پھلوں اور سبزیوں سے بھرا۔

انہیں ہر ڈبے کے وزن کے حساب سے اجرت (پیسے) دی جاتی تھی۔



گرمیوں میں یہ بہت سخت محنت کا کام تھا۔

سیزر چھوٹے دستے والے کدال (کھرپے) سے جڑی بوٹیاں کاٹتا تھا۔

اس کی پیٹھ میں درد ہوتا تھا۔

سارا دن جھک کر کام کرنا مشکل تھا۔

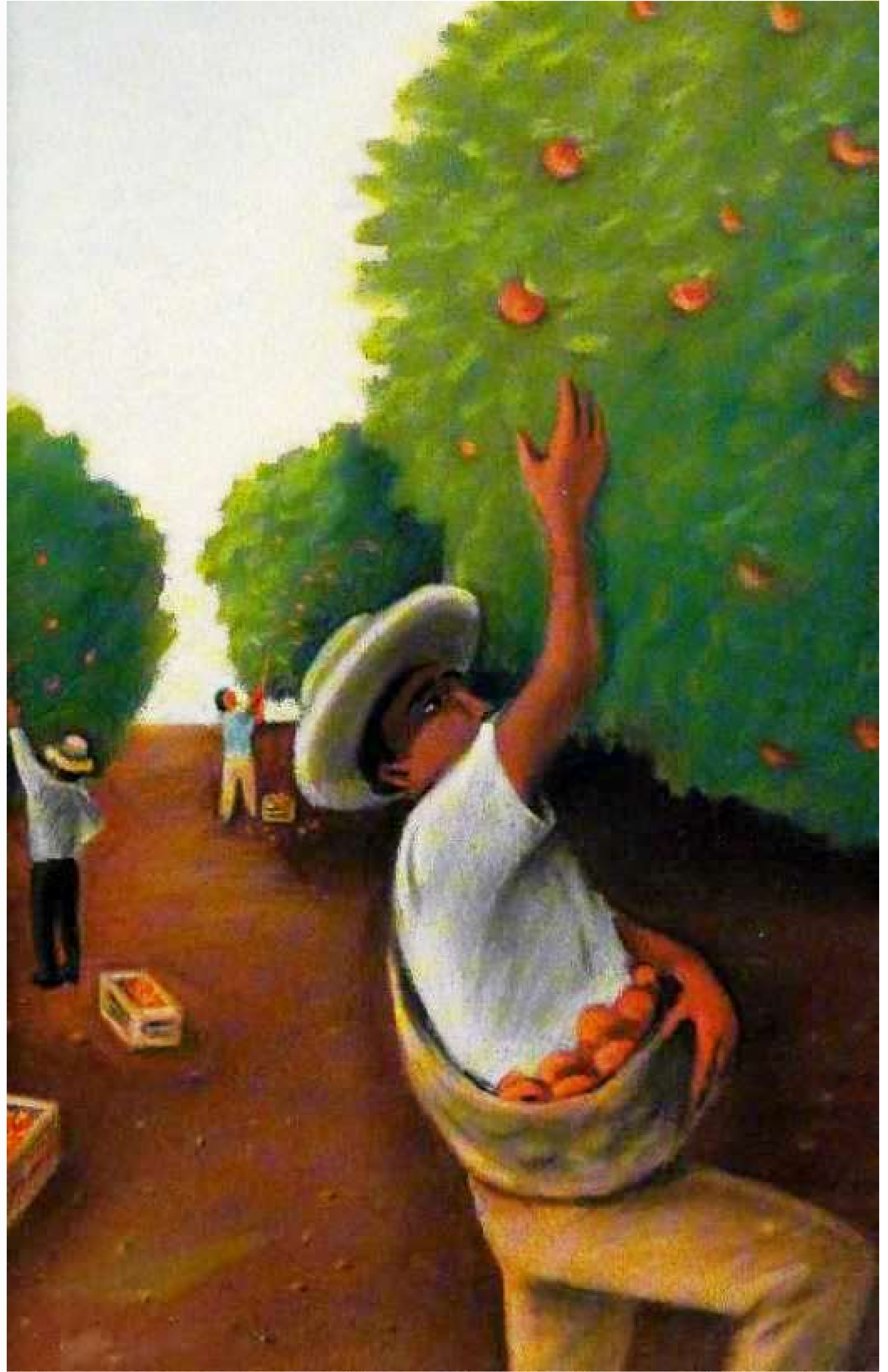
کبھی کبھی کھیتوں سے زہریلی دواؤں کی بو آتی تھی جنہیں کیڑے مار ادویات (پیسٹیسائیڈز) کہا جاتا ہے۔

کاشتکاران کیڑوں کو مارنے کے لیے کیڑے مار ادویات کا چھڑکاؤ کرتے تھے جو پودوں کو کھا سکتے تھے۔

ان میں سے کچھ کیڑے مار ادویات مزدوروں کو بیمار کر دیتی تھیں۔



خاندان کا ہر فرد کام کرتا تھا۔
یہی واحد طریقہ تھا جس سے وہ کافی رقم کما سکتے تھے۔
اگر کوئی خاندان کم اجرت پر کام کرنے کے لیے تیار نہ
ہوتا،
تو اس کی جگہ لینے کے لیے ہمیشہ دوسرا خاندان موجود
ہوتا تھا۔
جب ایک فارم (کھیت) پر فصلیں چن لی جاتیں،
تو شاویز خاندان گاڑی چلا کر دوسرے فارم پر چلا جاتا۔
انہیں پیسوں کی ضرورت تھی۔





شاویز خاندان تارکین وطن مزدوروں کے لیے بنے فارم کیمپوں میں رہتا تھا۔

فارم کیمپوں میں بہت زیادہ ہجوم تھا اور وہ گندے تھے۔

شاویز خاندان ایک جھونپڑی میں جیسے تیسے سمایا۔

اس کا فرش مٹی کا تھا اور وہاں کوئی غسل خانہ (باتھ روم) نہیں تھا۔

جب بارش ہوتی، تو ہر چیز گیلی ہو جاتی تھی۔

وہاں بہت زیادہ کیچڑ ہو جاتا تھا۔

بہت سے فارم کیمپوں میں جھونپڑیاں نہیں بلکہ خیمے تھے۔

خیمے چھوٹے تھے۔

سیزر اور رچرڈ کو باہر سونا پڑتا تھا۔

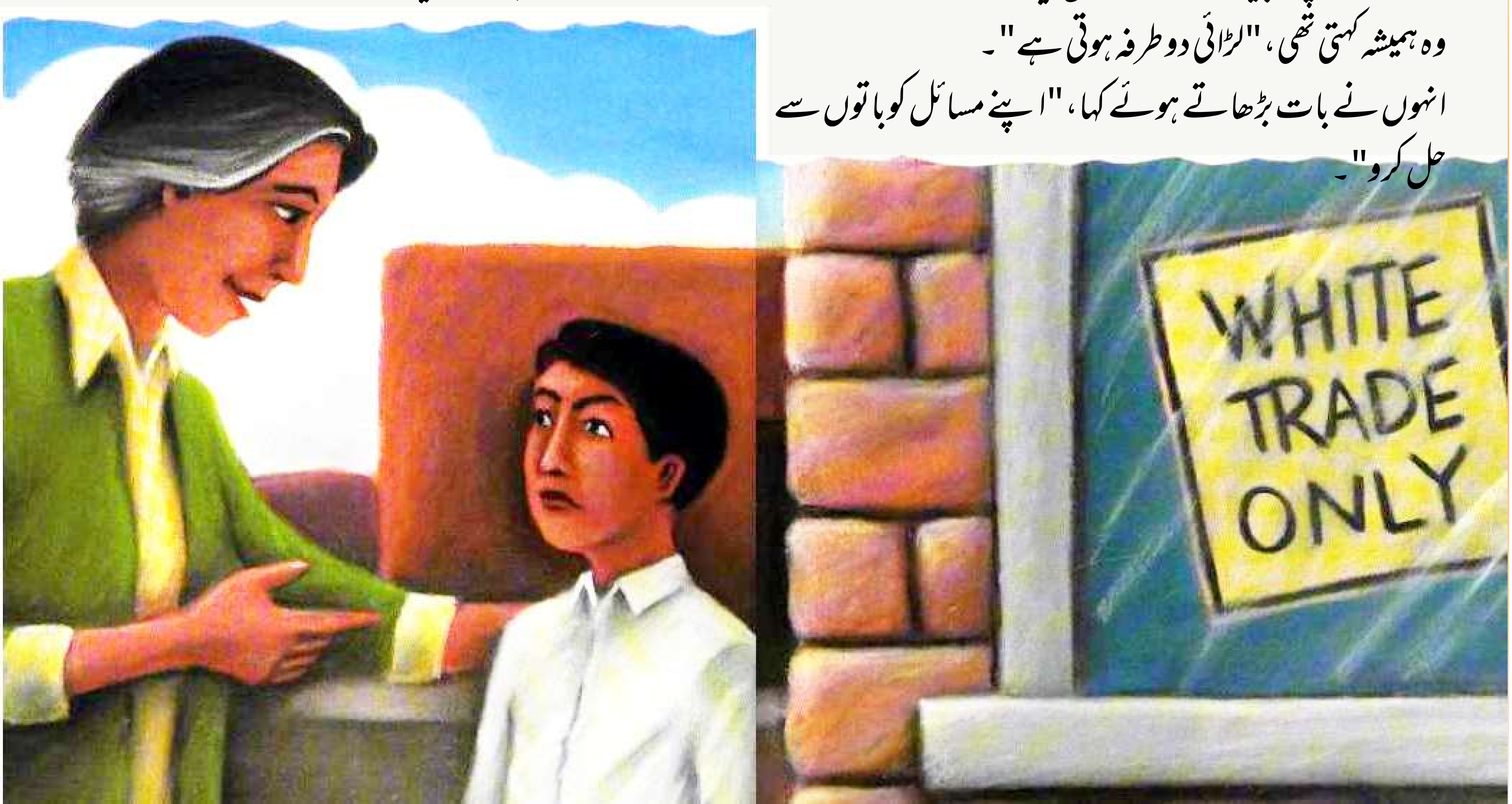
ریٹا گاڑی میں سوتی تھی۔

جوانا باہر دھات کے ایک بڑے ڈبے میں کھانا پکاتی تھی۔

وہ پھر بھی ہر اس شخص کو کھانا کھلاتی تھی جو بھوکا ہوتا تھا۔

سیزر کو ایریزونا کی یاد آتی تھی۔
وہ گھوڑے کی سواری کرنا چاہتا تھا۔
وہ درخت پر چڑھنا چاہتا تھا۔
جب اس کی کھلونے والی گاڑی چوری ہو گئی،
تو سیزر اسے لینے والے کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔
جوانا نے اپنے بیٹے کو لڑنے سے منع کیا۔
وہ ہمیشہ کہتی تھی، "لڑائی دو طرفہ ہوتی ہے"۔
انہوں نے بات بڑھاتے ہوئے کہا، "اپنے مسائل کو باتوں سے حل کرو"۔

جب انہیں کھانے کی ضرورت ہوتی، تو سیزر کے والدین قریبی قصبے سے خریداری کرتے تھے۔
کچھ دکانوں کے اوپر لگے بورڈز پر لکھا تھا: صرف گندمی/سفید فام لوگوں کے لیے (وائٹ ٹریڈ اونلی)۔
سیزر کا خاندان میکسیکن تھا۔
وہ ان دکانوں سے خریداری نہیں کر سکتے تھے۔







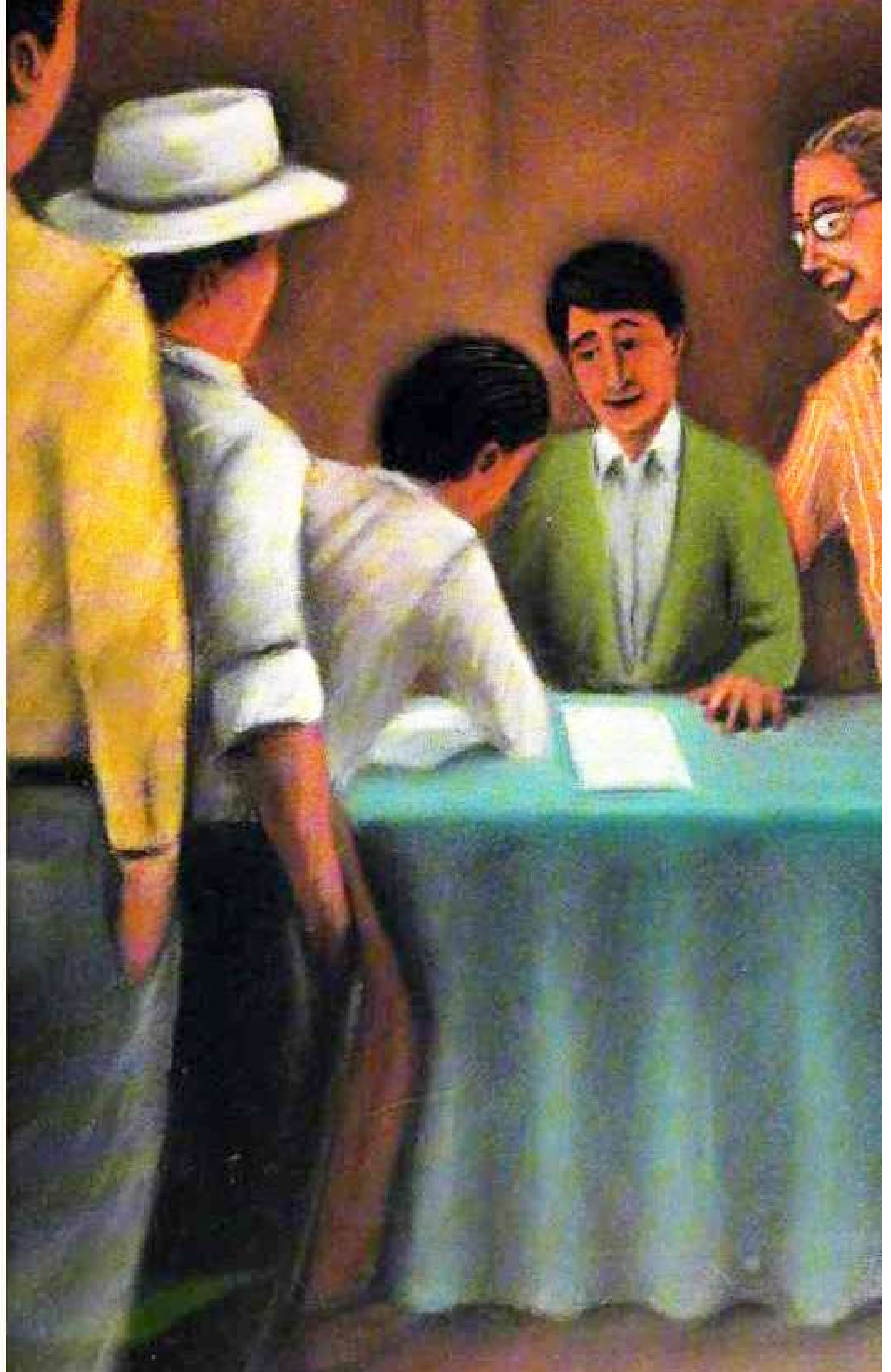
بڑھنے کے لیے

1942

جب وہ 15 سال کا تھا، تو سیزر کی ملاقات
ڈیلانو، کیلیفورنیا میں ہیلن فابیلا سے ہوئی۔
اس کے والدین کپاس چننے کے لیے ڈیلانو میں تھے۔
سیزر اور ہیلن نے 1948 میں شادی کرلی۔
ان کا پہلا بیٹا، فرنینڈو،
اگلے سال پیدا ہوا۔
جلد ہی مزید بچے پیدا ہوئے۔

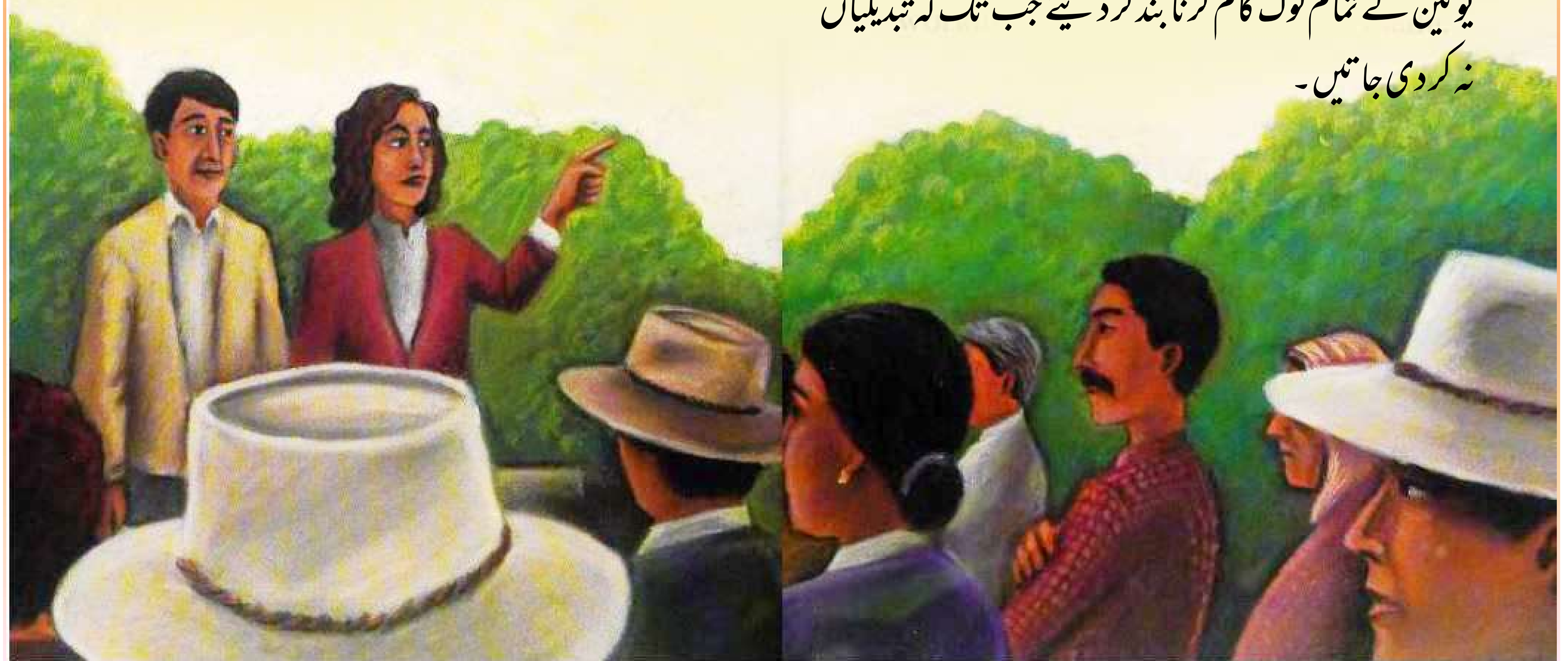
سیزر اور ہیلن نے سخت محنت کی۔
انہوں نے پھلیاں، اسٹرابیری اور دیگر فصلیں چنیں۔
ان میں سے ہر ایک کو تقریباً ایک ڈالر فی گھنٹہ اجرت ملتی تھی۔
یہ رقم کھانے، کپڑوں یا ایک سادہ گھر کے لیے کافی نہیں تھی۔
سیزر کا ماننا تھا کہ تارکین وطن (مہاجر)
خاندان اس سے بہتر کے حقدار ہیں۔

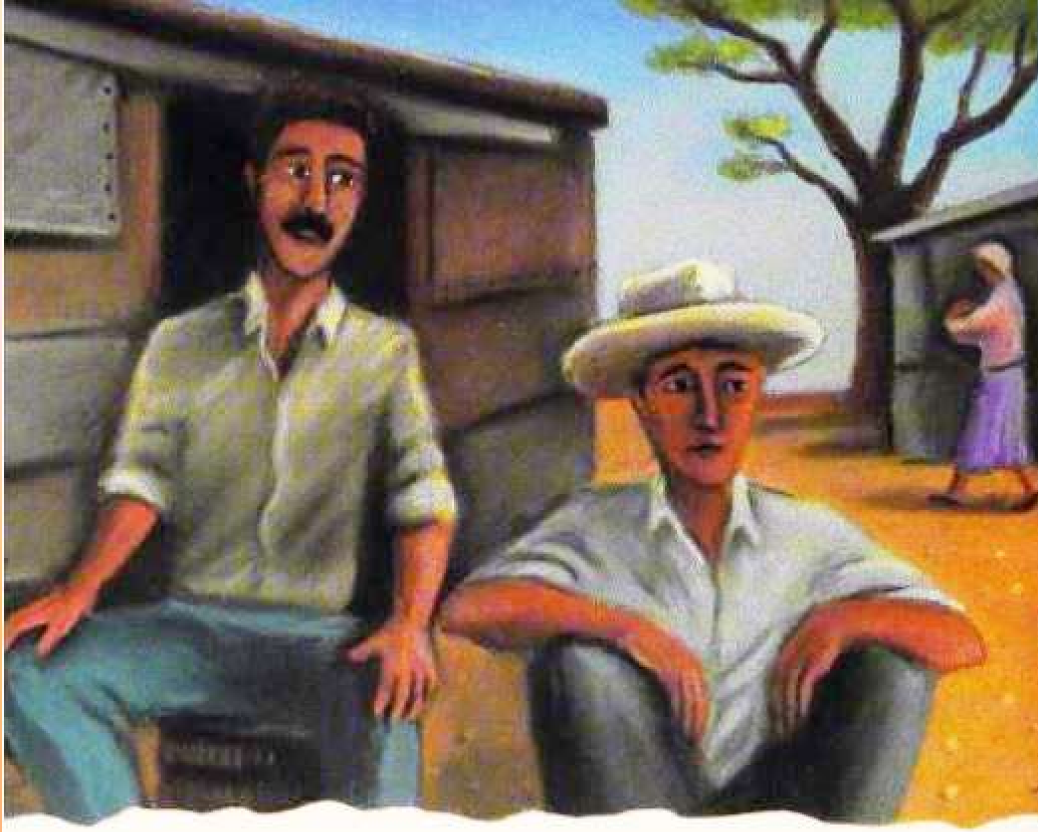
سیزر نے رہنماؤں کے بارے میں کتابیں پڑھیں۔
وہ سیکھنا چاہتا تھا
کہ انہوں نے لوگوں کی زندگیوں کو بہتر بنانے میں کیسے مدد کی۔
پھر سیزر کی ملاقات ڈولورس ہوئرٹا سے ہوئی۔
انہوں نے میکسیکن امریکن کھیت مزدوروں کی مدد کی۔
وہ فریڈ راس سے ملا۔
فریڈ چاہتے تھے کہ تارکین وطن مزدور
امریکہ کے شہری بنیں۔
پھر وہ ووٹ ڈال سکتے تھے۔
وہ مزدوروں کے حقوق کے لیے ووٹ دے سکتے تھے۔
ڈولورس اور فریڈ کے پاس کچھ اچھے خیالات تھے۔
ان کا ماننا تھا کہ لوگ مل کر
اپنی زندگیوں میں تبدیلیاں لا سکتے ہیں۔
یہاں تک کہ غریب میکسیکن امریکن بھی مل کر
طاقت رکھتے تھے۔

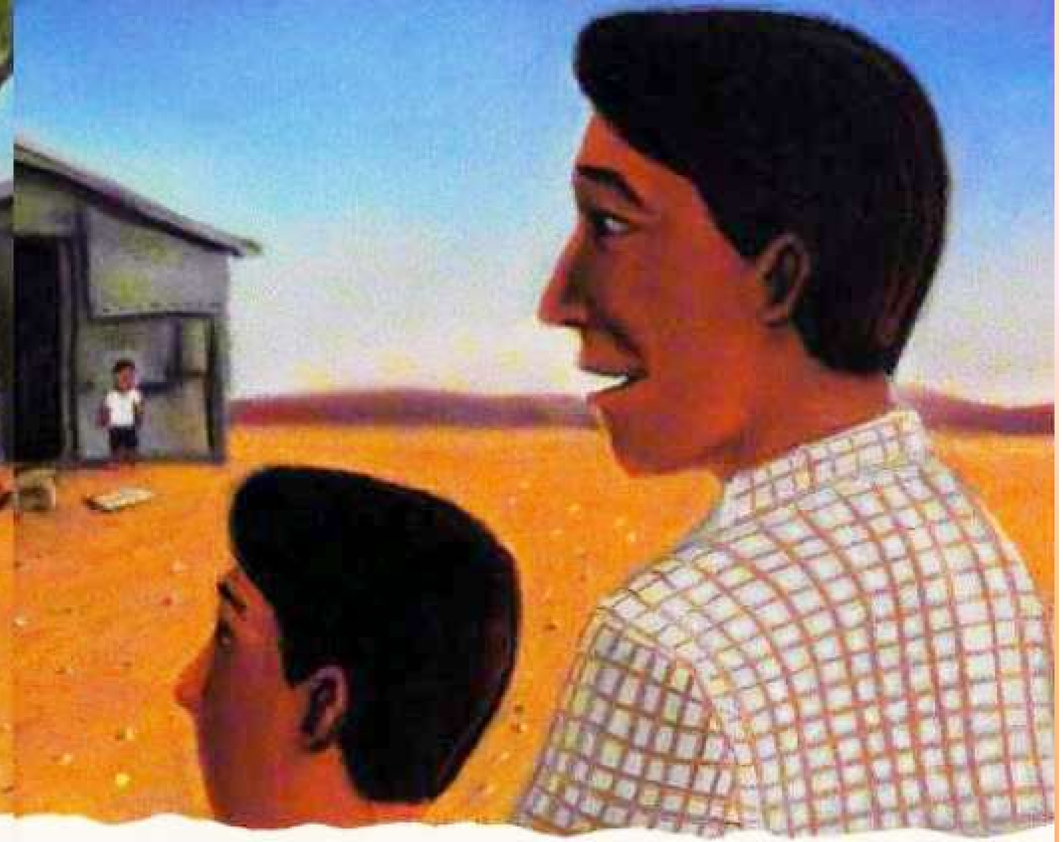


اپنی ماں کی طرح، سیزر دوسرے لوگوں کی مدد کرنا چاہتا تھا۔
اس لیے سیزر نے میکسیکن امریکنز کو ووٹ ڈالنے کے لیے رج
کرنے میں مدد کی۔
سیزر اور ڈولورس نے ایک یونین شروع کی،
جو مزدوروں کا ایک گروپ تھا۔
یہ امریکہ میں کھیت مزدوروں کے لیے پہلی یونین تھی۔

سیزر نے پورے کیلیفورنیا کا سفر کیا۔
اس نے فارم والے قصبوں میں مزدوروں سے بات کی۔
اس نے انہیں بتایا کہ اگر وہ یونین میں شامل ہو گئے،
تو وہ ایک ٹیم بن جائیں گے۔
وہ فارم کے مالکوں سے تبدیلیوں کا مطالبہ کر سکتے تھے۔
اگر مالکوں نے انکار کیا،
تو یونین ہڑتال پر جا سکتی تھی۔
یونین کے تمام لوگ کام کرنا بند کر دیتے جب تک کہ تبدیلیاں
نہ کر دی جاتیں۔







بہت سے مزدوروں نے سیزر کی بات سنی۔

وہ ایک اچھا رہنما تھا۔

شاید وہ سچ کہہ رہا تھا۔

وہ جھونپڑی یا خیمے میں رہنے سے تھک چکے تھے۔

وہ پینے کے لیے صاف پانی چاہتے تھے۔

وہ ان کیڑے مار ادویات کے قریب کام نہیں کرنا چاہتے تھے

جو انہیں بیمار کرتی تھیں۔

وہ جانتے تھے کہ یہ تبدیلیاں حاصل کرنا مشکل ہوگا۔

سیزر بھی یہ جانتا تھا۔

لیکن وہ کوشش کرے گا۔

اور وہ یہ کام پرامن طریقے سے کرے گا۔

سیزر اپنے گھونسوں سے لڑنے پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ سیزر نا کام ہو جائے گا۔

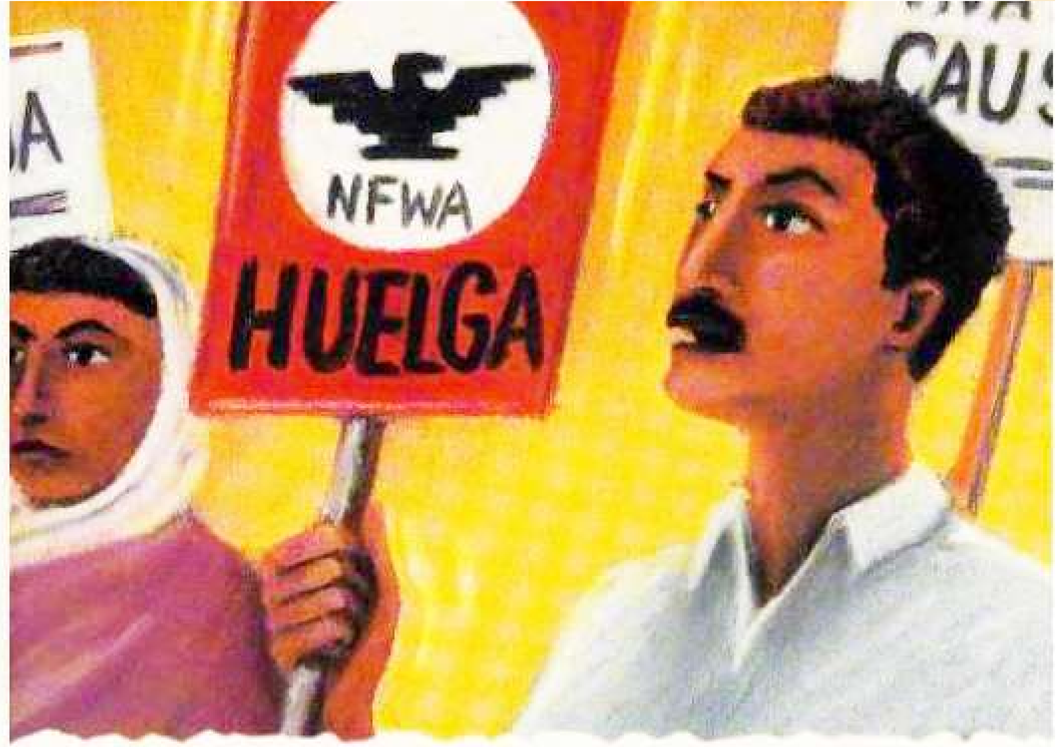
زیادہ تر فارمز (کھیتوں) کے مالک امیر خاندان یا بڑی کمپنیاں تھیں۔

سیزر غریب تھا۔

اس کی رنگت سانولی/گندمی تھی۔

اور وہ محض ایک کھیت مزدور تھا، ہزاروں میں سے ایک۔





عمل

1965

سیزر ایک مضبوط یونین رہنما بن رہا تھا۔

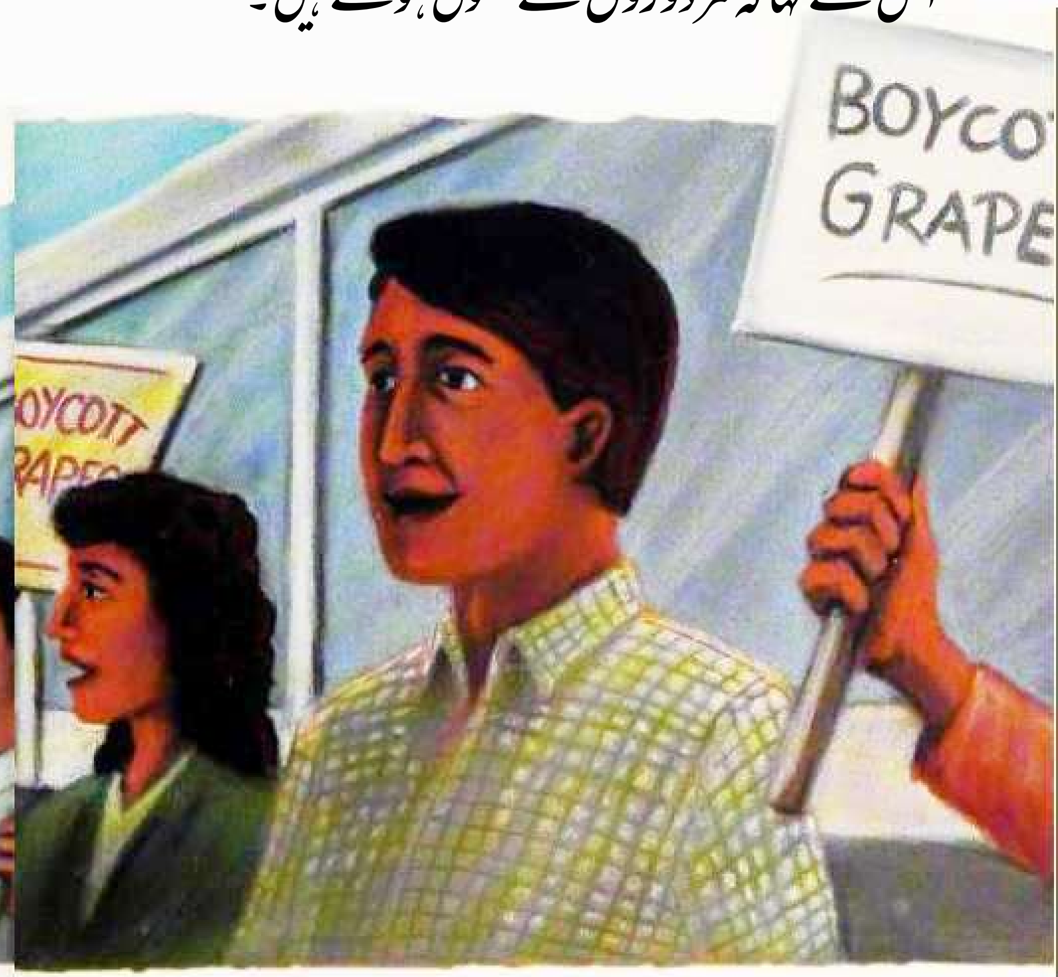
یونین نے فیصلہ کیا کہ یہ ہڑتال کا وقت ہے۔

مزدور کیلیفورنیا میں انگور نہیں چنیں گے۔

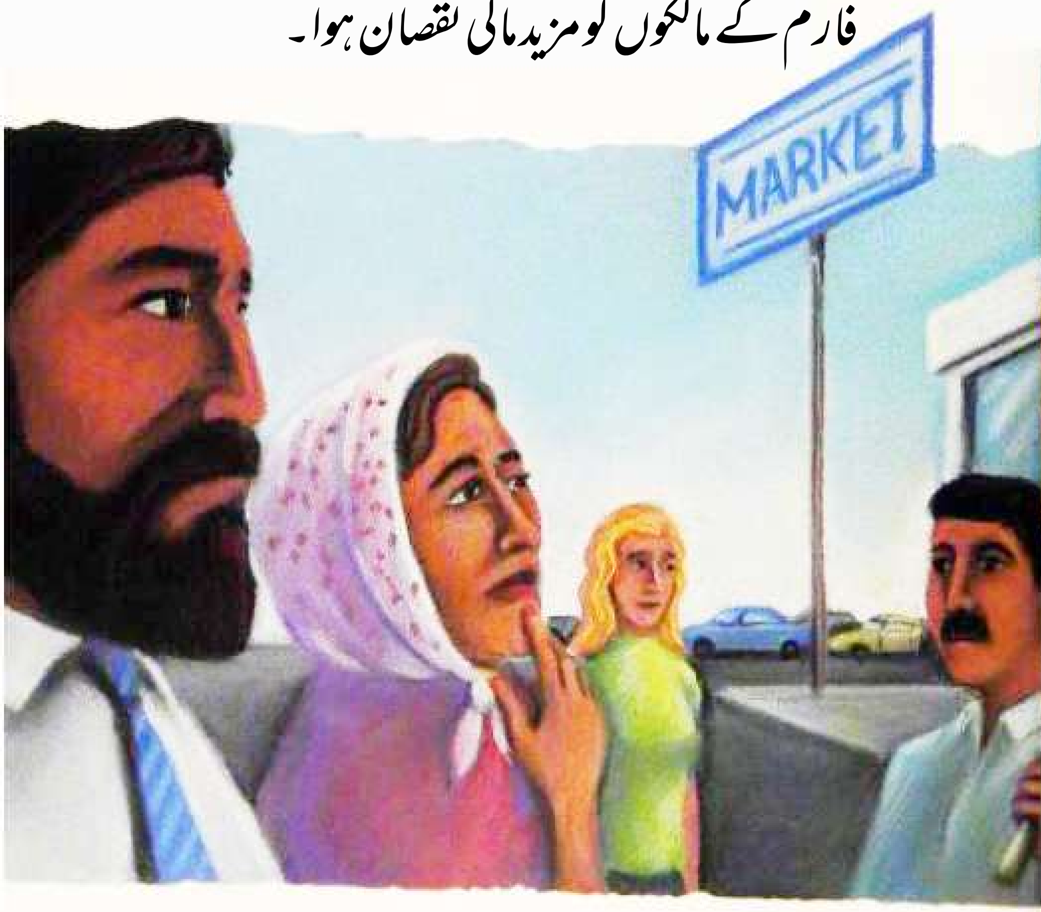
انگور بیلوں پر ہی گل سڑ گئے۔

فارم کے مالکوں کو مالی نقصان ہوا۔

مزدور پریشان تھے۔
انہیں اجرت نہیں مل رہی تھی۔
وہ اپنے خاندانوں کا پیٹ کیسے پالیں گے؟
انہیں دوسری فصلیں چننے کا کام ڈھونڈنا پڑے گا۔
سیزر نے انہیں صبر کرنے کو کہا۔
اس نے کہا کہ مزدوروں کے حقوق ہوتے ہیں۔



سیزر نے خریداروں سے کہا
کہ وہ انگور خریدنا بند کر دیں۔
بہت سے خاندانوں نے بات مانی۔
انہوں نے انگور نہیں خریدے۔
کچھ دکانوں نے تو انگور بیچنے سے ہی انکار کر دیا۔
بہت سے ڈرائیوروں نے اپنے ٹرکوں میں انگور لے
جانے سے انکار کر دیا۔
فارم کے مالکوں کو مزید مالی نقصان ہوا۔





ایک سال گزر گیا۔
یہ مزید لوگوں کو ہڑتال کے بارے ہیں بتانے کا
وقت تھا۔
سیزر نے 1966 میں کیلیفورنیا کے دارالحکومت کی
طرف مزدوروں کے ایک مارچ کی قیادت کی۔
انھیں ڈیلانو سے سیکرامینٹو تک 300 میل پیدل چلنے
میں 25 دن لگے۔



بات پھیل گئی۔
دوسری ریاستوں سے مزدور آئے
تاکہ سیزر کے ساتھ پیدل چل سکیں۔
اداکار، طلباء اور حکومتی رہنما
مارچ کرنے والوں میں شامل ہو گئے۔
راستے میں، دوسرے کھیت مزدوروں نے
انھیں کھانا اور پانی دیا۔
سیزر کے پاؤں میں درد ہو رہا تھا۔
اسے تیز بخار تھا۔
لیکن وہ پیدل چلتا رہا۔

پانچ سال بعد، انگور کے کھیتوں کے مالکان نے بال آخر ہار مان لی۔

انگور کی ہڑتال 1970 میں ختم ہوئی۔

مزدوروں کو بہتر اجرت ملی۔

انہیں ڈاکٹروں (علاج معالجے) کے لیے کچھ پیسے ملے۔

سیزر تھکا ہوا تھا لیکن خوش تھا۔

یہ ایک اچھا آغاز تھا۔

کھیت مزدور کام پر واپس چلے گئے۔

لوگوں نے اخبارات میں مارچ کے بارے میں پڑھا۔

انہوں نے ٹیلی ویژن پر اس کے بارے میں خبریں دیکھیں۔

کچھ لوگ اس بات سے متفق تھے کہ تارکین وطن کھیت مزدوروں کی مدد ہونی چاہیے۔

دوسرے لوگوں نے اختلاف کیا۔

انگور کی ہڑتال جاری رہی۔

زیادہ سے زیادہ ریاستوں میں، امریکیوں نے انگور خریدنا بند کر دیے۔

سیزر اور یونین ایک تبدیلی لا رہے تھے!





ہر دن، سیزر یونین کے لیے کام کرتا تھا۔

وہ میٹنگز (اجلاسوں) میں جاتا تھا۔

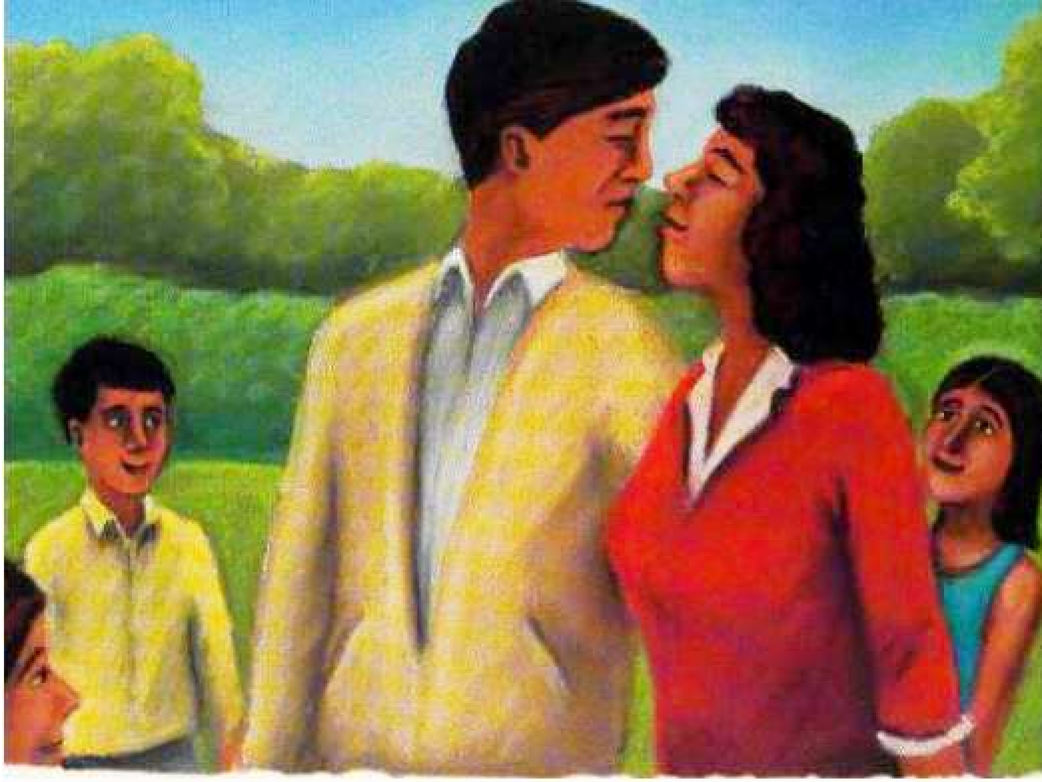
اس نے نئے مارچوں کی قیادت کی۔

اس نے تقریریں کیں۔

وہ اس بات کو یقینی بنانا چاہتا تھا کہ تمام کھیت مزدوروں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے۔

کبھی کبھی وہ ہفتوں تک گھر سے دور رہتا تھا۔

وہ ہمیشہ تھکا ہوا رہتا تھا۔



ہڑتال کے بعد

1970

سیزر اور ہیلن نے سادگی سے زندگی گزاری۔

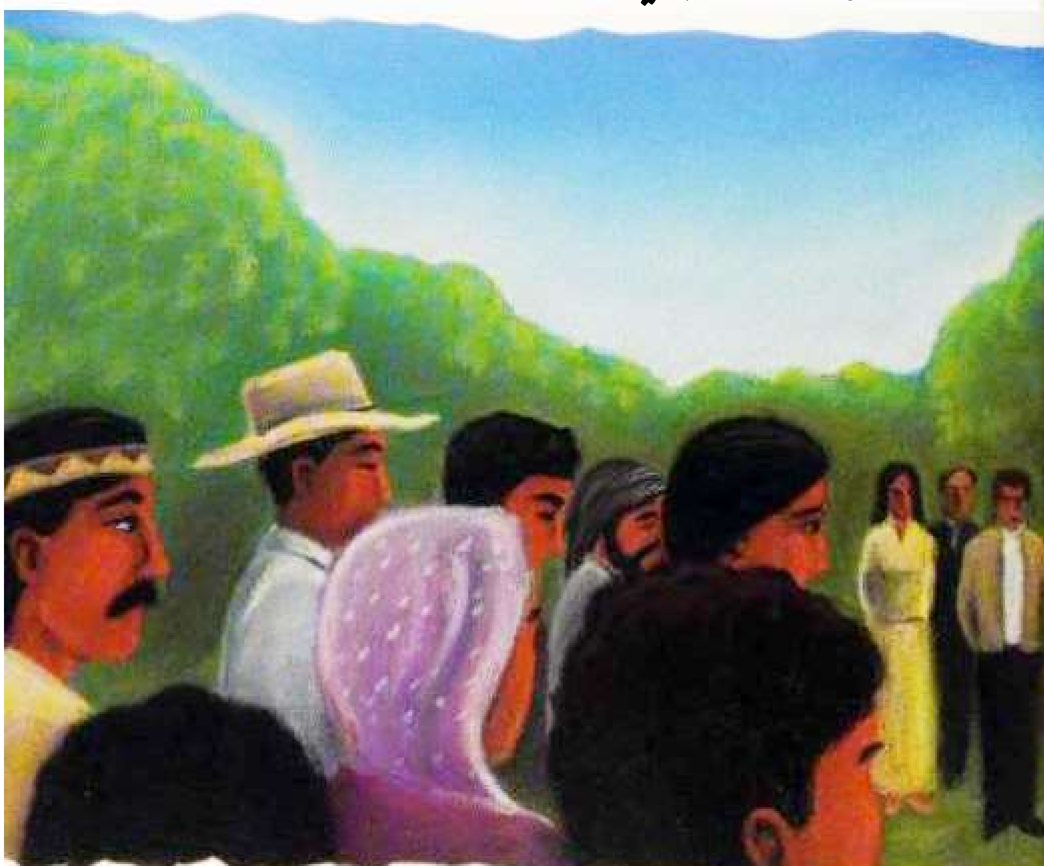
ان کے آٹھ بچے تھے۔

یونین نے ان کے گھر اور کھانے کا خرچ اٹھایا۔

سیزر کے پاس اتنے پیسے تھے

کہ وہ اپنے خاندان کی کفالت کر سکے۔

سیزر کا انتقال 1993 کی ایک رات ہوگیا۔
اس کا مہربان دل بہت جلد جواب دے گیا تھا۔
وہ صرف 66 سال کا تھا۔
سیزر کے احترام میں کیلیفورنیا کے ریاستی پرچم آدھے سرنگوں (جھکا) دیے گئے تھے۔
اس کے بھائی رچرڈ نے اس کے لیے صنوبر (پائن) کی لکڑی کا تابوت بنایا۔



سیزر کو ڈیلانو کے قریب دفن کیا گیا۔
تقریباً 40,000 لوگ ان کے جنازے میں آئے۔
ان میں سے زیادہ تر تارکین وطن کھیت مزدور تھے۔
اپنی پوری زندگی، سیزر نے دوسروں کی مدد کی۔
انہوں نے اپنے گھونسوں سے نہیں، بلکہ باتوں (الفاظ) سے مدد کی۔



اورمارٹن لوتھر کنگ جونیئر ان رہنماؤں میں سے دو تھے۔ سیزر کا خیال تھا کہ جب تک دنیا میں ہر کسی کو بنیادی انسانی حقوق حاصل نہ ہو جائیں، تب تک گاڑی، ٹیلی ویژن یا دیگر چیزیں رکھنا درست نہیں ہے۔

سیزر شاویز اور ڈولورس ہوئرٹا نے 1962 میں نیشنل فارم ورکرز ایسوسی ایشن (NFWA) کی بنیاد رکھی۔ یہ بعد میں یونائیٹڈ فارم ورکرز آف امریکہ (UFW) بن گئی۔
سیزر کے بہت سے دوست اور ان کے کئی بچے اب بھی یو ایف ڈبلیو کے لیے کام کر رہے ہیں۔ یو ایف ڈبلیو کے اراکین اب بھی سیکرامینٹو، کیلیفورنیا کی طرف مارچ کرتے ہیں۔ وہ ریاستی حکومت سے ایسی تبدیلیوں اور قوانین کا مطالبہ کرتے ہیں جو تارکین وطن مزدوروں کی مدد کریں۔ مارچ کرنے والے "vivalacausa" کا نعرہ لگاتے ہیں، جس کا مطلب ہے "مقصد زندہ باد"۔

ریاست کیلیفورنیا ہر سال 31 مارچ کو سیزر شاویز کو خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔ یہ کسی لاطینی رہنما کے لیے اس طرح کی پہلی چھٹی ہے۔ بچے سیزر کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ وہ ان کی زندگی کا جشن مناتے ہیں۔ اسکول، سڑکیں اور پارک ان کے نام سے منسوب ہیں۔
امریکہ میں لاکھوں تارکین وطن کھیت مزدور رہتے ہیں۔ وہ سخت اور خطرناک کام کے لیے کم اجرت کماتے ہیں۔ تارکین وطن کھیت مزدور امریکہ کے دوسرے مزدوروں کے مقابلے میں زیادہ آسانی سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ ان کے بچے غربت میں زندگی گزارتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو کینسر ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر اور پبلک ہیلتھ ورکرز کیڑے مار ادویات کے بارے میں فکر مند ہیں، جو وہ زہریلے کیمیکل ہیں جو کھیتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

سیزر شاویز نے اپنی زندگی دوسروں کی مدد کے لیے وقف کر دی، اور ان کا کام جاری رہنا چاہیے۔ جیسا کہ انہوں نے 1968 میں کہا تھا، "ہماری زندگیاں ہی وہ واحد چیز ہیں جو واقعی ہماری اپنی ہیں۔ لہٰذا، یہ اس بات پر منحصر ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو کس طرح استعمال کرتے ہیں جو یہ طے کرتا ہے کہ ہم کس قسم کے انسان ہیں۔"



سیزر شاویز انگور کی پہلی ہڑتال کی بیسویں سالگرہ پر ایک ریلی سے خطاب کر رہے ہیں۔

مابعد/آخری لفظ

بہت سے لوگوں نے سیزر شاویز کو ان کے کام کے لیے عزت بخشی۔
1990 میں، میکسیکو نے انہیں "ایزٹیک ایگل" (Aztec Eagle) دیا، جو اس ملک کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔
1994 میں، سیزر کی موت کے اگلے سال، شاویز کا خاندان واشنگٹن ڈی سی گیا۔
انہوں نے سیزر کی یاد میں وائٹ ہاؤس میں صدارتی تمغہ برائے آزادی (PresidentialMedalofFreedom) قبول کیا۔
دوسرے رہنما جو تشدد کے بغیر تبدیلی لانے پر یقین رکھتے تھے، انہوں نے سیزر کو متاثر کیا تھا۔ موہنداس گاندھی

اہم تاریخیں۔

1927 - یوما، ایریزونا کے قریب 31 مارچ کو سیزر شاویز کی پیدائش۔

44-1937 - کیلیفورنیا میں مختلف جگھوں پر اپنے خاندان کے ساتھ بطور مہاجر فارم مزدور کام کیا۔

1942 - آٹھویں جماعت مکمل کی۔

1944 - امریکی بحریہ میں بھرتی۔

1948 - ہیلن فابیلا سے شادی ہوئی۔

1962 - نیشنل فارم ورکرز ایسوسی ایشن کا آغاز ہوا۔

1965 - انگور چننے والے کارکنوں کی ہڑتال شروع ہوئی۔

1966 - سیکرامنٹو تک پیدل احتجاجی مارچ کی قیادت کی۔

1970 - انگور کے باغ کے مالکان نے یونین کے مطالبات مان لیے۔ سیزر کو لیٹش کارکنوں کی ہڑتال ختم کرتے سے انکار کرنے پر جیل بھیج دیا گیا ہے۔

NFWA-1972 کا نام بدل کر یونائیٹڈ فارم ورکرز آف امریکہ رکھا گیا۔

1975 - کیلیفورنیا نے زرعی لیبر ریلیشن ایکٹ منظور کیا۔ یہ زرعی مزدوروں کے حقوق سے متعلق پہلا قانون تھا۔

1988 - سیزر نے کیڑے مار ادویات کے استعمال پر احتجاج کیا۔

1990 - سیزر کو میکسیکو کے اعلیٰ ترین اعزاز 'آگویلا ازٹیکا' سے نوازا گیا، جس کا مطلب ہے ازٹیک ایگل۔

1993 - 21 اپریل کو ایریزونا میں انتقال ہوا۔

1994 - سیزر کو بعد از مرگ صدارتی تمغہ آزادی سے نوازا گیا۔ ان کے خاندان نے سیزر ای شاویز فاؤنڈیشن قائم کی۔